قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 18؍ ستمبر 2020ء | 01 صفر 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:221

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

(الحجر 88)

ترجمہ :۔ اور یقیناً ہم نے تجھے سات بار بار دہرائی جانے والی (آیات) اور قرآنِ عظیم عطا کئے ہیں

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کی وجہ سے آج ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام کی جماعت میں شامل ہیں۔ آج ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم کی وضاحت ہوسکتی ہے، صحیح تعلیم مل سکتی ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے۔ آج اگر ہم دنیا میں رائج بہت سی برائیوں اور بدعتوں سے اپنے آپ کو پاک کر سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر ہی کر سکتے ہیں۔ اور یہی خدا کی منشاء ہے اور یہی اس کی مرضی ہے۔ اور اس کی خبر آج سے 14سو سال پہلے ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی تھی۔ اور ہمیں بتا دیا گیا تھا کہ اسلام کی تعلیم میں بعض بدعات اور بگاڑ داخل ہو جائیں گے جنہیں مسیح محمدی ہی آ کر درست کرے گا اور صحیح راستے پر چلائے گا۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں میں بعض ایسی روایات یا بدعات داخل ہو چکی ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پرعمل نہ کرتے ہوئے اس زمانہ کے امام کی جماعت میں شامل نہیں ہو رہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 9؍ اپریل 2004ء)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس بات کا محاسبہ کیا جائے گا وہ نماز ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا اس نے اسے مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا۔ پس اگر اس کی نماز مکمل ہوگئی تو اس کے نامہ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی۔ اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہو گی تو فرمایا کہ دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہو گی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح مواخذہ کیا جائے گا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب قول النبیؐ کل صلاۃ لا یتمھا صاحبھا تتم من تطوعہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

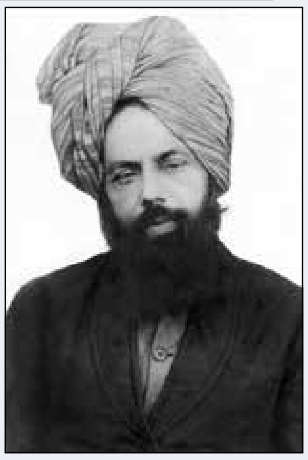

’’یاد رکھو! نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے۔ اس وقت تک یہ بیعت، بیعت نہیں نری رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشاء کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبر کرو اور پھر (اس پر) عمل کرو کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے۔ اور اس کے نواہی سے بچتے رہو۔ اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے۔ سچے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا ہے کرتا کچھ نہیں۔ اور اس کے مقابلے میں حقیقی مسلمان عمل کر کے دکھاتا ہے، باتیں نہیں بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پرشفقت کر رہا ہے تو اس وقت (وہ) اپنے فرشتے اس پر نازل کرتا ہے۔ اور سچے اور جھوٹے مسلمان میں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے فرقان رکھ دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۱۵۔ الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۴)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ’’یقینا سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ نمبر ۱۲۳)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- لفظ ہی ترجماں نہیں ہوتا (منظوم)
- خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- جامعہ احمدیہ تنزانیہ کی ’’ملکی سالانہ زرعی نمائش‘‘ میں تبلیغی مساعی

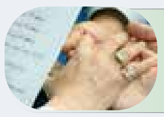

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک دفعہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دو صحابیوں کے بارے میں سناتے تھے۔ ایک صحابی بازار میں گھوڑا بیچنے کے لئے لایا۔ دوسرے نے اس سے قیمت دریافت کی۔ اس نے کچھ بتائی لیکن خریدنے والے نے کہا نہیں اس کی قیمت یہ ہے اور جو اس نے بتائی وہ بیچنے والے کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ تھی۔ لیکن بیچنے والا کہے کہ مَیں وہی قیمت لوں گا جو مَیں نے بتائی ہے اور خریدنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ میں وہی قیمت دوں گا جو مَیں نے قرار دی ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ تو صحابہ کا ایک معمولی واقعہ ہے۔ ان کی دیانت کا، ایمانداری کا یہ معیار تو ایک معمولی واقعہ ہے۔ وہ لوگ تو ہر ایک نیکی کے میدان میں ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے تھے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھو۔ اگر ایک دین کا کوئی کام کرے تو تم کوشش کرو کہ اس سے بھی بڑھ کر کرو اور دوسرے کے مقابلے میں اپنے نفس کو قربان کرو۔‘‘

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 445)

اگر ہم میں سے ہر ایک کی یہ سوچ ہو جائے کہ بجائے اپنے دنیاوی مفادات حاصل کرنے کے وہ نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ سچائی پر قائم رہنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں تو جہاں یہ بات ہماری اپنی تربیت کے لئے، اپنے ثواب پہنچانے کے لئے فائدہ مند ہوگی ہماری نسلوں کی تربیت کرنے والی بھی ہوگی اور اس کے ساتھ ہی جماعت کی ترقی کا بھی باعث بنے گی۔ پس یہ ایمانداری کے معیار ہیں جو ہمیں قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک اور اہم بات جس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے، یہ ہے کہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ تمام خوبیوں کی مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی طرح کسی کو ہدایت دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد ایک کام کیا ہے کہ ہدایت کی اشاعت کرو۔ پیغام پہنچاؤ۔ لیکن ہدایت دینا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ ہمیں جس حد تک ممکن ہو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا چاہئے اور نتائج پھر اللہ تعالیٰ خود عطا فرماتا ہے۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اگر فلاں شخص ہدایت پا جائے اور احمدی ہو جائے تو جماعت ترقی کرے گی۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص احمدی ہو جائے تو یہ احمدیت کی ترقی ہو گی اور ہم بھی احمدی ہو جائیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتے اور کہتے کہ ہمارے گاؤں میں فلاں شخص ہے اگر وہ احمدی ہو جائے تو ہم گاؤں کے لوگ احمدی ہو جائیں گے حالانکہ ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ شخص مان بھی لے تب بھی بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو نہیں مانتے اور تکذیب سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تین مولوی تھے وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ اگر ان میں سے کوئی مرزا صاحب کو مان لے تو ہم سب کے سب مان لیں گے۔ ان میں سے ایک نے بیعت کر لی۔ (اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل کیا اور اس نے بیعت کر لی) تو سب لوگوں نے کہہ دیا کہ ایک نے مان لیا تو کیا ہوا۔ اس کی تو عقل ماری گئی ہے۔ ابھی دو نے نہیں مانا۔ دوسرے دو تو ایسے ہی ہیں ناں جنہوں نے نہیں مانا۔ یہ تین ہمارے ایسے بزرگ ہیں اور پڑھے لکھے لوگ ہیں اگر یہ مان لیں تو مانے جائیں گے۔ ایک نے مانا ہے تو کیا پتا اس کی عقل ماری گئی ہو۔ پھر ایک اور نے بیعت کر لی۔ پھر مخالفین نے یہی کہا کہ ان دونوں مولویوں کا کیا ہے، یہ تو بیوقوف لوگ ہیں۔ ایک نے ابھی تک بیعت نہیں کی اس لئے ہم نہیں مانتے۔ تو ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن جن لوگوں کا تجربہ وسیع نہیں ہوتا وہ اسی دُھن میں لگے رہتے ہیں کہ فلاں شخص مان لے تو سب لوگ مان لیں گے مگر اکثر ایسا نہیں ہوتا۔‘‘

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 451-450)

پس ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی طرف ہونی چاہئے۔ ہمارا انحصار اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہئے اور جو کام ہم نے کرنا ہے اس کو کرنا چاہئے نہ کہ لوگوں کی طرف ہم نظر رکھیں۔ بہت سارے لوگ ہیں جن پر بعض لوگ بعض دفعہ انحصار کرتے ہیں لیکن وہ جن پر انحصار کیا جا رہا ہوتا ہے وہ خود ہی بعض دفعہ مشکل اور ابتلا میں آجاتے ہیں۔ بعض دفعہ لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے اس کے لئے یہ شرائط کہی ہیں۔ اس کے لئے دعا کریں کہ اس کی یہ شرطیں پوری ہو جائیں تو وہ احمدی ہو جائے گا اور جب وہ احمدی ہو جائے گا تو ہمارے علاقے میں انقلاب آ جائے گا۔ حالانکہ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ جماعت کو عطا فرمائے جو اخلاص و وفا میں بڑھنے والے ہوں اور دینی ترقی میں آگے قدم بڑھانے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انسانیت کو گمراہی سے بچانے کے لئے کتنا درد تھا اس کی ایک مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک اَن پڑھ اور ادنیٰ عورت آئی۔ وہاں ہندوستان میں تو ذاتوں کا بڑا دیکھا جاتا ہے۔ تو بڑی ادنیٰ ذات کی عورت تھی اور کہنے لگی کہ حضور میرا بیٹا عیسائی ہو گیا۔ آپ دعا کریں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تم اسے میرے پاس بھیجا کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی باتیں سنا کرے۔ بقیہ صفحہ 7 پر

لفظ ہی ترجماں نہیں ہوتا

تو اگر درمیاں نہیں ہوتا
سخت یہ امتحاں نہیں ہوتا

جو ترا ہی نشاں نہیں ہوتا
گل پہ تیرا گماں نہیں ہوتا

تیرے قدموں کی خاک ہو جاتا
قالبِ جسم و جاں نہیں ہوتا

تجھ سے سب کچھ، جو تو نہیں ہوتا
کچھ بھی، اے میری جاں! نہیں ہوتا

جو کروں نذر۔ جسم، جان کہ دل
تیرے شایانِ شاں نہیں ہوتا

بات کرتے ہیں روبرو تجھ سے
جب کوئی درمیاں نہیں ہوتا

ہر جگہ اور ہر زمانے میں
عشق کب اور کہاں نہیں ہوتا

دنیا جو کھینچ لے کرم کا ہاتھ
عرش بھی مہرباں نہیں ہوتا

وصل کی آرزو نہ ہو جس کو
ہجر اس پر گراں نہیں ہوتا

مسکرا تو رہا ہوں محفل میں
پر غمِ دل نہاں نہیں ہوتا

درد اگر دردِ عشق نَے ہوتا
وجہِ تسکینِ جاں نہیں ہوتا

کوئی غم ہوتا نَے کوئی غمگیں
اک دلِ ناتواں نہیں ہوتا

آتشِ عشق میں جلا ہو گا
ورنہ ایسا دھواں نہیں ہوتا

لفظ ہرچند آئینے ہیں، مگر
دل میں جو ہے عیاں نہیں ہوتا

چشم بھی بولتی ہے، چہرہ بھی
لفظ ہی ترجماں نہیں ہوتا

(میر انجم پرویز مئی، 2008ء۔ دمشق)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 24فروری 2017ء بمطابق 24 تبلیغ 1396 ہجری شمسی

بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

آجکل جو دنیا کے حالات ہیں سب کے علم میں ہیں۔ ہر جگہ فساد اور فتنہ برپا ہے۔ اسلام مخالف قوتیں ان حالات کا ذمہ دار، جیسے کہ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، مسلمانوں کو ٹھہراتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعض مسلمان گروہ اور تنظیمیں اسلام کے نام پر مسلمان ممالک میں بھی اور غیر مسلم ممالک میں بھی ایسی حرکات کر رہی ہیں جو ظلم و بربریت کے علاوہ کچھ نہیں اور اسلام کی تعلیم کا اس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کے اندر یہ حالات پیدا کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کو نقصان عموماً خود غرض مسلمانوں اور منافقین نے ہی پہنچایا ہے جو اپنے مفادات کے لئے ایسی طاقتوں کا آلۂ کار بنتے رہے ہیں۔ بہرحال دنیا کے عمومی حالات خراب ہیں۔ بعض مسلمانوں کے غلط عمل کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا خوب موقع مل رہا ہے تو ظاہر ہے ہم احمدی مسلمان بھی اس وجہ سے اس کا نشانہ بنتے ہیں۔ گو ہمیں جاننے والے جانتے ہیں کہ احمدیت کی تعلیم اور عمل محبت پیار اور بھائی چارے کے علاوہ کچھ نہیں لیکن عام لوگ ہمیں بھی اسی طرح خیال کرتے ہیں جیسا کہ میڈیا نے عام تصور مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں پھیلایا ہوا ہے۔ بعض ملکوں کی قوم پرست تنظیمیں اور پارٹیاں کوئی بات سننا ہی نہیں چاہتیں اور صرف منفی رویے اور سوچیں اور اس کے مطابق عمل پر ہی زور ہے۔ اس مخالفت کا جرمنی کے مشرقی حصہ میں بھی سامنا ہے اور ہالینڈ میں بھی جہاں عنقریب انتخابات ہونے والے ہیں۔ اسی طرح یورپ کے اَور ملکوں میں بھی رائٹسٹ (rightist) اب زور پکڑ رہے ہیں اور امریکہ کا حال تو سامنے ہی ہے اور پھر احمدی نہ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے بلکہ مسلمان ممالک میں بھی احمدی ہونے کی حیثیت سے ان سختیوں سے گزر رہے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ہم نے آنے والے منادی کو جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آیا مان لیا۔ پاکستان میں تو ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولوی کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اور مولوی کے ڈر سے عدالتیں بھی انصاف نہ کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن اب الجزائر میں بھی عدالتوں نے یہی رویّے اپنا لئے ہیں کہ نام نہاد مولوی کے ڈر سے معصوم احمدیوں کو غلط الزام لگا کر جیل میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس وقت بھی وہاں سولہ احمدی احمدیت کی وجہ سے جیل کی سزا کاٹ رہے ہیں تو ایسے میں ایک احمدی کو کیا کرنا چاہئے؟

ہمارے پاس نہ دنیاوی حکومت ہے نہ ہی دنیاوی دولت اور تیل کا پیسہ ہے۔ ہاں ایک چیز ہے جس کی طرف دنیا کے ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش میں لاتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔ عبادات کی طرف اور خاص طور پر نمازوں کی ادائیگی کی طرف میں گزشتہ خطبات میں توجہ دلا چکا ہوں۔ آج صدقات اور استغفار کے حوالے سے زیادہ بات کروں گا کہ یہ خدا تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ انسان کے اندر بے شمار کمزوریاں ہوتی ہیں بسا اوقات ہم دنیاوی کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے اپنی عبادتوں کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ کوئی ذاتی مشکل آئے تو تھوڑے سے صدقے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔ استغفار کی طرف توجہ کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو یہ چیز واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے اکثر یہ حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے اور اس کے رحم کو جوش دلانے والا اور دشمنوں اور مخالفین کی کوششوں کو ناکام و نامراد کرنے والا بننا ہے تو ہمیں ان باتوں کی طرف بہرحال توجہ دینی ہو گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بخشش کو حاصل کرنے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں توبہ اور استغفار اور صدقات قبول کرتا ہوں تو یہ اس لئے کہ تم توبہ اور استغفار کی طرف توجہ دو تا کہ تمہاری مشکلات دور کروں۔ تمہاری بے چینیاں دور کروں۔ تمہیں اپنے قریب کروں۔ تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف کروں۔ تمہیں صحیح عبد بننے کی توفیق عطا کروں۔ تم پر اپنا رحم کروں۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔ (التوبۃ 104:) یعنی کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

صدقہ اور دعا کی اہمیت اور تعلق کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ:

’’صدقہ۔ صِدُق سے لیا گیا ہے۔ جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صِدق رکھتا ہے‘‘۔ سچائی کا تعلق رکھتا ہے۔ ’’دوسرا دعا۔‘‘ فرمایا کہ ’’دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے‘‘۔ (دعا وہ ہے جو دل میں سوز اور رقت پیدا کرے۔) ’’دعا میں ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا اگر یہ دو باتیں میسر آ جائیں تو اکسیر ہے‘‘۔ اگر یہ دونوں باتیں میسر آ جائیں تو ایک کامیاب علاج ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 87-88 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس استغفار بھی دعا ہی ہے اور جب انسان اپنے گناہوں سے اور اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے تو ایک رقّت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ دل میں ایک درد پیدا ہونا چاہئے۔ صرف منہ سے اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہنے اور توجہ اللہ تعالیٰ کی بجائے کہیں اور رہنے سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور صدقات کو جو بے چینی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے۔ اور جب بندہ یہ عہد بھی کرتا ہے کہ آئندہ میں اپنی کمزوریوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کی کوشش کرے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی، دعاؤں اور صدقات کو قبول کرنے کی مزید وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دو قدم چل کر آتا ہوں۔ اگر میرا بندہ تیز چل کر میری طرف آتا ہے تو مَیں دوڑ کر آتا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب التوحید باب یحذرکم اللہ نفسہ حدیث ۷۴۰۵) پس اللہ تعالیٰ کے رحم کی کوئی انتہا نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے۔ بڑا سخی ہے۔ بڑا کریم ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ان اللہ حی… الخ حدیث ۳۵۵۶)

ہاں یہ ہوسکتا ہے جس طرح بندہ نتائج مانگتا ہے یا نتائج کی خواہش رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اسی طرح اور اسی وقت اس کے نتائج ظاہر ہو جائیں۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت کچھ عرصہ بعد اور کسی اَور رنگ میں ان دعاؤں اور صدقات کے نتائج ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔ کبھی اسی طرح فوری طور پر نتائج ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس یہ کامل ایمان ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جو فرمایا کہ مَیں دعاؤں کو سنتا ہوں۔ مَیں استغفار قبول کرتا ہوں۔ مَیں صدقات قبول کرتا ہوں یعنی جب انسان اپنے گناہوں سے معافی مانگ رہا ہو اور آئندہ گناہوں اور کمزوریوں سے بچنے کا عہد بھی کر رہا ہو اور بھرپور کوشش بھی کر رہا ہو تو وہ اس کو قبول کرتا ہے اور ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے نکالتا ہے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کے حال جانتا ہے اس لئے ہمارے دکھاوے کے عمل اس کے ہاں قبول نہیں ہوتے اور خالص ہو کر عمل کئے جائیں تو وہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پھر بغیر نتیجہ یا اجر کے نہیں چھوڑتا۔

اللہ تعالیٰ تو اس قدر مہربان ہے اور اپنے بندوں پر اس کی مہربانی کا یہ حال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اتنی کشائش نہ رکھتے ہوں کہ صدقہ دے سکیں تو معروف باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکنا ہی ان کو صدقہ کا ثواب دے دے گا۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب علی کل مسلم صدقۃ… الخ حدیث ۱۴۴۵)

ان کی عبادتیں اور استغفار اور نیک عمل جو دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہیں وہ جہاں عبادتوں اور استغفار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں گی وہاں وہ نیک عمل صدقات کا ثواب بھی حاصل کر رہے

ہوں گے۔ ایک صاحب حیثیت شخص صدقات دے کر جو ثواب کما رہا ہو گا تو ایک غریب شخص اپنی نیک نیت کی وجہ سے بشرطیکہ وہ باقی احکامات پر عمل کر رہا ہے صدقات کا بھی برابر کا ثواب کما رہا ہو گا۔

پس ایسے پیار کرنے والے خدا کا کس کس طرح ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے جس نے نہ صرف ہمیں اپنی کمزوریوں سے بچنے کے طریق سکھائے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ مَیں تمہارے ان عملوں کو جو تم کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کے لئے کرتے ہو قبول کرتے ہوئے تمہیں مشکلات اور مصائب سے بھی نجات دوں گا۔ پس مشکل حالات سے نکلنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ ہم اپنی عبادتوں اور اپنی دعاؤں کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ استغفار پر زور دیں۔ جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی صدقہ اور خیرات کی طرف توجہ کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدقہ اور استغفار کے مضمون کی گہرائی کو بیان کرتے ہوئے بہت سارے مختلف مواقع پر ارشادات فرمائے ہیں جن میں سے چند ایک میں بیان کرتا ہوں۔ استغفار کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں‘‘ (جو گناہ ہم کر چکے ہیں) ’’ان کے بدثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں‘‘ (جن کا امکان ہے کہ ہو سکتے ہیں یا جس کی طاقتیں انسان میں موجود ہیں کہ وہ طاقتیں گناہ کی طرف لے جا سکتی ہیں) ’’ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے‘‘۔ (وہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں۔ یہ استغفار ہے) ’’اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں‘‘۔ (یعنی گزشتہ گناہوں کی معافی بھی اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے استغفار ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے اور وہ ہمیں اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا رہے۔) فرمایا کہ ’’یہ وقت بڑے خوف کا ہے اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملّت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزولِ عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 299۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ابھی تو یہ چھوٹی سی مشکلات ہیں لیکن یہ چھوٹی چھوٹی مشکلات ہمیں سامنے نظر آ رہی ہیں۔جس طرف دنیا جا رہی ہے، جس طرح انسان بے لگام ہو رہا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے سامان ہو رہے ہیں تو انسان اس تباہی کی طرف جا رہا ہے جو انسان کے اپنے ہاتھوں سے ہونی ہے۔ یہ دنیا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو بھڑکا رہی ہے۔ پس ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والوں کا یہ کام ہے کہ جہاں ہم اپنے آپ کو بد اثرات سے بچانے کے لئے توبہ اور استغفار پر زور دیں وہاں عمومی طور پر دنیا کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل دے۔

پھر استغفار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

’’جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں۔ اَلْحَیُّ اور اَلْقَیُّوْمُ۔ اَلْحَیُّ کے معنی ہیں خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ اَلْقَیُّوْمُ خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ ہر ایک چیز کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہیں دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔ پس حَیّ کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جاوے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ ہے۔ اور اَلْقَیُّوْمُ چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جاوے۔ اس کو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے‘‘۔ (حَیّ کا فرمایا کہ) ’’حَیّ کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مر جانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ سے اگر گناہوں سے بچنے کی طاقت طلب کرتے رہیں، اس کی عبادتوں کے لئے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہ طاقت طلب کرنا جو ہے فرمایا یہی استغفار ہے۔) فرمایا کہ ’’اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے۔ پھر اس کو وسیع کر کے اُن لوگوں کے لئے کہا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کو بُرے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے۔‘‘ فرمایا کہ ’’پس جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے‘‘۔
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 217۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور توبہ و استغفار کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’انسان بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔‘‘ اس سے پہلے آپ نے اس کام کی تفصیل یہ بیان فرمائی کہ انسان اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ یہ بہت بڑا کام ہے انسان کے لئے کہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرے اور خدا تعالیٰ سے صلح کرے۔ اس کو ناراض نہ کرے اور پتا کرے کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے۔ انسان کو یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے اور یہ غرض جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیان بھی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ بہرحال پھر آپ فرماتے ہیں (’’بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا تو خدا پھر اس کا تمام کام کر دیتا ہے۔ خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا‘‘۔ آپ مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے مرزا صاحب‘‘ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مرحوم ومغفور) ’’پچاس برس تک علاج کرتے رہے۔ ان کا قول تھا کہ ان کو کوئی حُکمی نسخہ نہیں ملا۔ سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرّہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔‘‘ فرمایا کہ ’’توبہ و استغفار بہت کرنی چاہئے تا خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ جب خدا تعالیٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ خدا نے یہی فرمایا ہے کہ دعا قبول کروں گا اور کبھی کہا کہ میری قضاء و قدر مانو‘‘۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) ’’اس لئے مَیں تو جب تک اِذن نہ ہو لے کم امید قبولیت کی کرتا ہوں۔ بندہ نہایت ہی ناتواں اور بے بس ہے۔ پس خدا کے فضل پر نگاہ رکھنی چاہئے‘‘۔
(ملفوظات جلد 3 صفحہ 319۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر نگاہ رکھنے کے لئے ہر وقت خدا تعالیٰ پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے، اس سے جُڑے رہنے کی ضرورت ہے۔ توبہ و استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ رونا اور صدقات فردِ قرار دادِ جرم کو ردّ کر دیتے ہیں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونس کی قوم گریہ وزاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔‘‘ فرمایا کہ ’’میری سمجھ میں محاتبت مغاضبت کو کہتے ہیں‘‘ (یعنی آپس میں غضبناک ہونا اور ایک دوسرے سے غصہ کرنا یا کسی بات پر غصہ کرنا۔) فرمایا میری سمجھ میں تو محاتبت مغاضبت یعنی اس غصہ کے اظہار کو اور ناراضگی کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ’’اور حُوت مچھلی کو کہتے ہیں اور نُون تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت یونسؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔‘‘ (غصہ کی حالت تھی۔) ’’اصل یوں ہے کہ عذاب کے ٹل جانے سے ان کو شکوہ اور شکایت کا خیال گزرا کہ پیشگوئی اور دعائیں یونہی رائیگاں گئیں اور یہ بھی خیال گزرا کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی‘‘۔ فرمایا کہ ’’اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رونا دھونا اور صدقات فردِ قرار دادِ جرم کو بھی ردّ کر دیتے ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’علم تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا جبتک کہ عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے‘‘۔ فرمایا کہ ’’صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونسؑ کے حالات میں دُرِّ منثور میں لکھا ہے کہ آپ نے کہا کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آ جائے گا‘‘۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آ جائے گا۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 237-238۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جس کی تفصیل اخبار البدر میں چھپی ہے کہ

بعض لوگ باہر سے آئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو اخبار والے لکھتے ہیں کہ ’’بعد ادائیگی جمعہ گرد و نواح کے لوگوں نے بیعت کی اور حضرت اقدس نے ان کے لئے ایک مختصر تقریر نماز روزہ کی پابندی اور ہر ایک ظلم وغیرہ سے بچنے پر فرمائی کہ اپنے گھروں میں عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں سب کو نیکی کی نصیحت کریں اور جیسے درختوں اور کھیتوں کو اگر پورا پانی نہ دیا جائے تو وہ پھل نہیں لاتے۔ اسی طرح جب تک نیکی کا پانی دل کو نہ دیا جائے تو وہ بھی انسان کے لئے کسی کام کا نہیں ہوتا‘‘۔ آپ نے فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر گھروں میں چلتے رہنے چاہئیں تا کہ دعاؤں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے۔ استغفار کی طرف

بھی توجہ پیدا ہوتی رہے باقی نیک اعمال کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے اور یہی پانی ہے جس سے نیکی کا پودا پروان چڑھتا ہے۔ ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ نے ’’ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں سے پرہیز (کرنے) کی تاکید فرمائی۔ انبیاء کی وصیت یاد دلائی کہ صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اگر پیسہ نہ ہو تو ایک بوکا (ڈول) پانی کا کسی کو بھر دو۔‘‘ (یعنی کنوئیں میں سے ڈول ڈالتے ہیں، ڈول ڈال کے پانی بھر دو) ’’یہ بھی صدقہ ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اپنے مال اور بدن سے کسی کی خدمت کر دینی یہ بھی صدقہ ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 81-82۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے عبادتوں کی پابندی جہاں ضروری ہے وہاں ہر قسم کے ظلم وزیادتی سے بچنا بھی ضروری ہے اور لوگوں کے کام آنا بھی ضروری ہے۔ گھروں میں بجائے زیادہ وقت دنیاوی شغلوں میں گزارنے کے نیکی کی باتیں کرنے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ ایسی مجلسوں سے بچنے کی ضرورت ہے جہاں صرف ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہو۔ دوسروں کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معروف باتیں ہیں جو صدقہ ہیں۔ لوگوں کے کام آنا بھی صدقہ ہے۔ جو لوگوں کی مشکلات کو دور کرتا ہے وہ بھی صدقہ دیتا ہے۔ پس اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ:

’’تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ خیرات کے ساتھ بَلا ٹل جاتی ہے اور بَلا کے آنے کے متعلق خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ وخیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعید کی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے‘‘۔ فرمایا ’’ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بَلا ٹل جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 227۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر بلا ایسی شیئ ہے کہ وہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ وخیرات سب عبث ہو جاتے ہیں۔‘‘ پس اللہ تعالیٰ جب فرماتا ہے کہ میں صدقات قبول کرتا ہوں تو وہ ایسی صورت میں بھی قبول کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور قبول کرتا ہے جس کے بارے میں وہ بعض اوقات اپنے انبیاء اور فرستادوں کے ذریعہ سے بتا بھی دیتا ہے کہ ایسا ہو گا۔ انذار کی پیشگوئی بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ یونس کی قوم کے بارے میں تھا اور اس کی قوم دعا اور صدقہ اور رونے دھونے سے بچ گئی اور جو تباہی کی پیشگوئی تھی وہ ٹل گئی۔ پس جب انبیاء کی کی گئی پیشگوئیاں بھی صدقہ وخیرات سے ٹل سکتی ہیں تو پھر جو مشکلات انسان کے اپنے عملوں کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں، خدا تعالیٰ کو بھولنے کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں وہ کیوں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے، استغفار اور توبہ کرنے سے اور صدقات کرنے سے نہیں ٹل سکتیں۔ یقیناً ٹل سکتی ہیں بشرطیکہ ہمارا رونا دھونا، دعا کرنا، صدقات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دور کرتا ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الزکاۃ باب ما جاء فی فضل الصدقۃ حدیث ۶۶۴)

پھر فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی توفیق ہو۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ... الخ حدیث ۱۴۱۷)

اور پہلے ہم آپ کا یہ فرمان بھی سن چکے ہیں کہ اچھی باتوں، نیک باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکنا بھی صدقہ ہے۔ پس ان باتوں کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے، جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ استغفار اور دعاؤں کی طرف توجہ بھی انتہائی ضروری ہے۔ دل سے نکلی ہوئی استغفار آئندہ گناہوں سے بھی بچاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رحم کو بھی جوش میں لاتی ہے اور اس کا قرب بھی دلاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے باب دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے اس میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت طلب کرنا محبوب ہے‘‘۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب من فتح منکم باب الدعاء ... الخ حدیث ۳۵۴۸)۔ اللہ تعالیٰ کی عافیت طلب کی جائے۔ اس کی پناہ میں آیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ دعا اس ابتلاء کے مقابلے پر جو آ چکا ہو اور اس کے مقابلے پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے۔ فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۳۵۷ مسند معاذ بن جبل الثالثۃ حدیث ۲۲۳۹۴ مطبوعہ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں‘‘۔ (جس نے سچی توبہ کی۔ استغفار کیا۔ اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگی۔ آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کیا۔ اس طرح ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔) فرمایا کہ ’’جس کو معلوم ہی نہیں کہ مَیں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے۔ پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو۔‘‘ (پتا ہونا چاہئے ہم کیا کر رہے ہیں، ہمارا ہر عمل کیسا ہے۔) فرمایا کہ ’’اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کر لے گا وہ دوسروں کے مقابلہ میں بچایا جائے گا۔ پس دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 230۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ دعا کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ استغفار کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اپنے پچھلے گناہوں کی بخشش اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے طلب کرنے والے ہوں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کر کے پھر اس کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں۔ بلاؤں کو دور کرنے کے لئے ایسے صدقات ادا کرنے والے ہوں جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔ دشمن اور ہر مخالف کے ہر حملے سے ہمیں محفوظ رکھے اور ان کے حملے ان پر الٹائے۔ ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ان بندوں میں شمار ہوں جو اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے ہم وارث ہوں اور ان سے حصہ لینے والے ہوں۔

نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرمہ سعدہ برتاوی صاحبہ کا ہے۔ مَرْعِی برتاوی صاحب کی اہلیہ۔ حوش عرب دمشق میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ ان کے گھر میں ہیٹنگ کے لئے استعمال ہونے والی گیس کے لِیک (Leak) ہونے کی وجہ سے آگ لگنے پر یہ شدید جھلس گئیں اور ہسپتال لے جایا گیا جہاں علاج کے نتیجہ میں طبیعت بہتر ہو گئی تھی۔ اس واقعہ پر انہوں نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ حمد وشکر میں مصروف رہیں اور سب سے کہتی تھیں کہ وہ خدا کی تقدیر پر راضی ہیں۔ لیکن چار دن کے بعد ڈاکٹر کے مطابق انہیں ایک ہارٹ اٹیک ہوا جسے وہ برداشت نہیں کر سکیں اور 10/جنوری 2017ء کو ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اپنے خاوند کے بعد 2004ء میں بیعت کی تھی لیکن اخلاص و وفا میں اپنے خاوند اور بچوں سے بہت آگے تھیں۔ ان کے خاوند مکرم مَرعی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بیعت کے کچھ عرصہ بعد حاملہ ہوئیں اور حمل کے دوران ایک دن سیڑھیوں سے گر گئیں اور خطرہ تھا کہ حمل ضائع نہ ہو گیا ہو۔ رات کو سوئیں تو خواب دیکھا کہ کوئی شخص آسمان سے آواز دیتا ہے کہ ڈرو مت، اللہ اس جنین کی حفاظت کرے گا اور اس پر فیصلہ کیا گیا کہ اگر بیٹا ہوا تو اس کا نام احمد رکھیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پھر جب اس بچے کی عمر چھ سال تھی تو اسی قسم کا خواب دیکھا کہ آسمان سے آواز آتی ہے کہ اللہ اس بچے کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اس کے بعد ایک دن اس بچے کے ساتھ ہائی وے (Highway) کے کنارے پر چل رہی تھی کہ اچانک اس بچے نے ہاتھ چھڑایا اور سڑک پار کرنے لگا۔ اس پر انہوں نے اپنا سر پکڑا اور آنکھیں بند کر لیں۔ جب آنکھیں کھولیں تو ان کا بچہ بالکل ٹھیک ٹھاک سڑک کی دوسری طرف پہنچ چکا تھا اور ہاتھ ہلا رہا تھا۔ اس پر انہیں اپنی وہ خواب یاد آ گئی۔ ان کے میاں بیان کرتے ہیں کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والی تھیں۔ جب بھی مجھے کسی کے ساتھ کوئی نیکی کرنے کا خیال آتا اور میں کہتا کہ میں اہلیہ کو بتاؤں گا کہ ہمیں ایسا کرنا چاہئے تو وہ بتاتی کہ مجھے بھی یہی خیال آیا تھا اور میں نے اس یقین سے اس پر عمل کر دیا ہے کہ آپ مخالفت نہیں کریں گے بلکہ حوصلہ افزائی کریں گے۔ خاوند ابھی سوچ رہا ہوتا تھا اور یہ نیکی کر چکی ہوتی تھیں۔ خاوند کہتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات سے شاید ہی کوئی ہفتہ خالی گزرا ہو۔

جرمنی میں آپ کے داماد مصعب شُوَیرِی صاحب کہتے ہیں کہ بہت نیک سیرت اور سادہ لوح خاتون تھیں۔ کسی سے دشمنی نہ تھی۔ بہت سخاوت کرنے والی تھیں۔ ان کے خاوند کی 2009ء سے 2013ء تک کی گرفتاری کے دوران انہوں نے بہت محنت کر کے بچوں کا پیٹ پالا اور سب کو سنبھالا اور گزشتہ قرض بھی ادا کئے۔ ہر کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ سب سے محبت اور پیار سے پیش آتیں۔ چندے ہمیشہ باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ ان کی تدفین دمشق کے علاقے حوش عرب میں ہوئی ہے جہاں تدفین سے قبل احمدیوں اور غیر احمدیوں نے الگ الگ جنازہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی نسلوں کو بھی جماعت اور خلافت سے پختہ تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

آسمان میں سیّارے

(خالد سیف اللہ خاں ۔آسٹریلیا)

آسمان میں کتنے سیّارے ایسے ہوں گے جن میں چلنے پھرنے والی مخلوق بستی ہے؟اس کا صحیح علم تو صرف خداہی کو ہے البتہ سائنسدان اندازے ضرور لگارہے ہیں۔ان کو سننا بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔اسلئے کہ قرآن واضح طور پر بتاتا ہے کہ خدا کی نشانیوں میں زمین و آسمان کی تخلیق اور ان دونوں کے درمیان زندہ چلنے پھرنے والی مخلوق کا وجود ہے جو اس نے وہاں پھیلا رکھے ہیں اور وہ اس بات پر بھی خوب قادر ہے کہ جب وہ چاہے انہیں اکٹھا کر دے۔(الشوریٰ:30)

اس سوال کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ کائنات میں کل ستارے کتنے ہیں اور دوسرا یہ کہ کتنے سیارے ایسے ہیں جو زندہ مخلوق کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟سوال کے پہلے حصہ پر آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی نے سٹڈی کی ہے اور دوسرے حصہ پرملبورن کی Swinburne Universityاورسڈنی کی نیو ساؤتھ ویلز یونیورسٹی نے مل کر تحقیق کی ہے۔ان تحقیقات کا نچوڑ پیش کرنے سے پہلے کائنات کی وسعت کا ایک اندازہ پیش کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔کائنات جن انتہائی چھوٹے ذرات سے بنی ہے (یعنی ایٹم)ان کا نظام بھی ہمارے نظام شمسی سے مشابہ ہے۔جس طرح ہمارے سورج کے گرد مختلف دائروں میں سیارے محو گردش ہیں ایسے ہی ایٹم کے مرکز (پروٹون) کے اردگرد مختلف دائروں میں الیکٹران گھومتے ہیں۔ہمارا نظام شمسی ایک خاندان کی طرح ہے جو اپنی کہکشاں کے اندر چکر بھی لگاتا ہے اور ساتھ آگے بھی کسی سمت بڑھ رہا ہے۔ہمارے نظام شمسی کی طرح کے ایک سو ارب نظام اس کہکشاں کا حصہ ہیں۔ہر نظام میں کچھ ستارے (Stars)ہوتے ہیں جو ذاتی طور پر روشن ہوتے ہیں اور ان سے حرارت اور روشنی خارج ہوتی ہے یعنی سورج۔پھر ہر ستارے کے گرد گھومنے والے سیّارے (Planets)ہوتے ہیں جیسے ہماری زمین اور پھر ہر سیّارے کے گرد گھومنے والے اپنے اپنے ’’تابع سیّارے ‘‘(Satellites)ہوتے ہیں جیسے ہمارا چاند۔جس کہکشاں (Galaxy/ Milkyway) کا حصہ ہمارا نظام شمسی ہے (اور اس میں اس طرح کے سو ارب اور نظام بھی ہیں)اس کہکشاں جیسی کوئی سو ارب کہکشائیں اور بھی ہماری کائنات میں چکر لگاتی لگاتی اپنے مستقر کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ہماری کائنات کوئی 13.7بلین (ارب)سال پہلے بگ بینگ (دھماکہ)کے ساتھ ایک ایسے نقطہ سے پھوٹی تھی جسکی کثافت (Density)کہتے ہیں کہ وہ لامحدود (Infinity)تھی۔لیکن حجم (طول،عرض، گہرائی)صفر تھی۔سائنسدان نیست (Nothingless)یاعدم وجود کو اسی طرح بیان کر سکتے ہیں کہ جس نقطہ سے کائنات پھوٹی تھی (Singularity) نہ اسکی کوئی لمبائی تھی نہ چوڑائی نہ موٹائی اور نہ ہی اس پر فزکس کے قوانین لاگو ہوتے تھے۔

سیدھی بات ہے کہ اسی کو ہم نیست سے ہست کرنا یا عدم وجود سے وجود میں لانا کہتے ہیں اور یہ کام اسی خالق،قادر اور علیم ہستی کا ہوسکتا ہے جو خود مکاں اور زماں (Space and Time)اور مخلوق کی دوسری کمزوریوں سے پاک ہو اور اسکی صفات اور طاقتیں لا محدود ہوں۔ کائنات چونکہ اتنی وسیع ہے کہ عام میلوں کے پیمانہ سے اسے ماپنا ممکن نہیں اس لئے فاصلے ظاہر کرنے کے لئے نوری سال (Light Year Distance)کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے یعنی یہ وہ فاصلہ ہے جو روشنی یا بجلی 3 لاکھ کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی ایک سال میں طے کرتی ہے۔ایک نوری سال946728 بلین (ارب) کلو میٹر کا ہوتا ہے۔سورج زمین سے 150 ملین (15 کروڑ)کلومیٹر دور ہے اور روشنی وہاں سے زمین تک پہنچنے میں 9 منٹ لیتی ہے۔ہمارے نظام شمسی کا سب سے دور سیارہ پلوٹو ہے جو سورج سے 5900ملین کلو میٹر دور ہے اور روشنی وہاں تک پہنچنے کے لئے پانچ گھنٹے اور 54 منٹ لیتی ہے۔کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ سٹیفن ہاکنگ کا اندازہ ہے کہ ہزار ملین سالوں میں کائنات پانچ تا دس فیصد تک پھیل جاتی ہے۔کائنات میں کہیں نہ کہیں ستارے جل جل کر خاک بھی ہو رہے ہیں اور کہیں نئے بھی پیدا ہو رہے ہیں (گویا ستاروں میں بھی حیات وممات کا سلسلہ جاری ہے۔گویا ہر چیز فانی ہے ہمیشہ رہنے والا صرف خالق مطلق ہی ہے۔)

کائنات میں اس قدر مادہ بکھرا پڑا ہے کہ تمام کرّوں کے مجموعی مادہ (Matter)سے نوگنا زیادہ ہے اسکو سیاہ مادہ (Dark Matter) کہا جاتا ہے۔چونکہ یہ نظر نہیں آسکتا اس لئے اسکو سیاہ مادہ کہتے ہیں۔کسی چیز کے نظر آنے کے لئے ضروری ہے کہ روشنی اس سے ٹکرا کر دیکھنے والے تک واپس پہنچے۔لیکن یہ سیاہ مادہ اتنا زیادہ کثیف (Dense) ہے اور اسکی وجہ سے اسکی کشش ثقل (Gravity)اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ جو چیز اسکے قریب آئے اسے کھینچ کر اپنے اندر ہڑپ کر لیتی ہے۔روشنی جیسی ہلکی چیز بھی اس کو چھو کر واپس نہیں آسکتی اسی میں جذب ہو جاتی ہے اس لئے اسے کبھی دیکھا نہیں جا سکتا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم میں زمین و آسمان کے درمیان پائے جانے والے اس مادہ کا بھی ذکر ہے جیسے فرمایا وَلِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَھُمَا ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (المائدہ:18)اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اسکی بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے۔وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔(دونوں کے درمیان 90 فیصد سیاہ مادہ ہے۔)

ستاروں کی تعداد کے بارہ میں تحقیق کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر سائمن ڈرائیور (Dr.Simon Driver)آف آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی کہتے ہیں کہ دنیا میں پہلی بار ہم نے ہی آسمانوں کے تاروں کو گننے کی کوشش کی ہے۔جو تارے ہم کمپیوٹروں کی مدد سے گن سکے ہیں ان کی تعداد ستّر ہزار ملین ملین ملین (سات کے عدد کے دائیں طرف بائیس صفر) نکلتی ہے۔لیکن یاد رہے کہ یہ تعداد کائنات کے صرف نظر آنے والے حصہ کے ستاروں کی ہے۔وہ حصہ جو نظروں سے اوجھل ہے اس کے بارہ میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے نہ ہی ابھی تک کوئی ایسی دوربین بنی ہے جو ساری کائنات کا احاطہ کر سکے۔وہ کہتے ہیں کہ دنیا بھر کے بحر و بر میں پائی جانے والی ریت کے کل جتنے ذرّے ہیں یہ تعداد اس سے بھی دس گنا زیادہ ہے۔

ستاروں کا تعداد کا پہلا اندازہ جیسااوپر بیان ہوا وہ دس ہزار ملین ملین ملین (100بلین x 100بلین) تھا جبکہ جدید اندازہ ستّر ہزار ملین ملین ملین یعنی سات گنا زیادہ ہے اور یہ اندازہ بھی کائنات کے صرف نظر آنے والے حصہ کا ہے۔علاوہ ازیں وہ کہتے ہیں کہ بے شمار ستارے ایسے ہیں جن کی روشنی ابھی تک ہم تک پہنچی ہی نہیں لہٰذا وہ نظر نہیں آسکتے۔بگ بینگ (یعنی کن فیکون) کا واقعہ اگرچہ 13.7ارب سال پہلے گذرا۔ہماری زمین کوئی ساڑھے چار ارب سال پہلے اپنی ماں (سورج) کے بطن سے علیحدہ ہوئی۔ڈاکٹر ڈرائیور سے جب پوچھا گیا کہ کیا وہ یقین رکھتے ہیں کہ زمین سے باہر بھی زندگی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ستّر ہزار ملین ملین ملین ایک بہت بڑی تعداد ہے۔کہیں نہ کہیں زندگی کا پایا جانا ناگزیر (Inevetable)ہے۔

(ماخوذ سڈنی مارننگ ہیرلڈ 22جولائی 2003ء)

سوال کے دوسرے حصہ پر تحقیق ملبورن کی SwinBurn University of Tecnology اورسڈنی کی NSWیونیورسٹی نے مل کر کی ہے۔لیکن ان کی سٹڈی صرف ہماری اپنی کہکشاں تک ہی محدود ہے جسکا حصہ ہمارا نظام شمسی اور ہماری زمین ہے۔ہمیں دلچسپی بھی زیادہ اسی میں ہے۔دوسری اربوں کہکشائیں تو ہم سے بہت دور ہیں۔یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ زندگی کتنے سیّاروں میں پائی جاسکتی ہے انہوں نے پہلے یہ طے کیا کہ زندگی کے قیام کے لئے کن حالات اور چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے اور پھر ایسے سیاروں کا اندازہ لگایا جائے جن میں مناسب حالات پائے جاتے ہیں۔مثلاًوہ کہتے ہیں کہ کہکشاں بھی ایک شہر کی طرح ہوتی ہے۔شہر کے جس علاقہ میں گھر قریب قریب ہوں گے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہاں آبادی زیادہ ہوگی۔اسی طریق پر ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ جس علاقہ میں ستاروں کے جھرمٹ ہوں گے وہاں زندگی کے قابل سیاروں کے پائے جانے کا زیادہ امکان ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جب تک بعض عناصر (Elements)سیاروں میں نہ پائے جائیں زندگی نہیں ہو گی مثلاً کاربن ،آکسیجن ،نائٹروجن اور بھاری دھاتیں (Metals)وغیرہ وغیرہ۔لیکن یہ دھاتیں بھی ایک خاص حد کے اندر ہونی چاہئیں۔نہ بہت زیادہ ہونی چاہئیں نہ بہت کم۔تیسری بات یہ کہ زندگی کے قیام کے مناسب حال سیّارے نہ تو کہکشاں کے مرکز سے بہت دور ہونے چاہئیں نہ بہت نزدیک۔چوتھی بات یہ کہ وہی سیارے زندگی کی پیدائش کے لئے مناسب ہیں جو اپنی عمر کے اعتبار سے نہ بچے ہوں نہ بوڑھے۔دونوں صورتوں میں حالات زندگی کے لئے مناسب رہیں گے۔ایسے سیاروں کی عمر تین تا پانچ ارب سال ہونی چاہئے۔(جیسے ہماری زمین کی عمر ساڑھے چار ارب سال ہے)۔NSWیونیورسٹی کے پروفیسر Dr.Lineweaver نے بتایا کہ اس موضوع پر سب سے پہلی سٹڈی ہم نے کی ہے اس سے پہلے کسی نے حیات کے قابل سیاروں کی تعداد کا اندازہ نہیں لگایا تھا۔ہمارا اندازہ ہے کہ ہماری کہکشاں میں کوئی دس فیصد سیارے ایسے ہیں جن میں زندگی وجود میں آکر قائم رہ سکتی ہے۔ایسے سیاروں کی تعداد صرف ہماری کہکشاں میں 30بلین (ارب) تک پہنچتی ہے۔لہٰذا بہت سے سیارے ایسے ہوں گے جن میں زندگی کسی نہ کسی شکل میں ضرور پائی جاتی ہوگی۔(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ؍3-4جنوری 2004ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی مخزن علوم کتاب ’’ریویلیشن۔۔۔‘‘ کے صفحہ 329-334پر قرآن کریم کی رو سے زمین و آسمان کے درمیان چلنے پھرنے والی مخلوق کے وجود اور ان کے باہم اجتماع کا ذکر فرمایا ہے۔نیز تخلیق کائنات، کائنات کا ایک نقطہ سے سفر کا آغاز، حیات وممات کا سلسلہ

،کائنات کا وسعت پذیر ہونا، سورج کا (اپنے نظام اور کہکشاں سمیت) اپنے مستقر کی طرف سفر کرتے کرتے ایکبار پھر ایک نقطہ پر مرکوز ہو جانا ،کائنات کی صف کا لپیٹا جانا اور تخلیق کے عمل کا دہرایا جانا جیسے علوم کو قرآن کریم سے نکال کر پیش فرمایا ہے۔ یہ مضمون بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے اور مذکورہ کتاب کے کوئی تین سو صفحات پر پھیلا پڑا ہے۔

زمین کے باسیوں کا آسمانی کروں میں رہنے والوں کے ساتھ کسی نہ کسی شکل میں رابطہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ بس اتنے ہی دور ہوں کہ چند دنوں، مہینوں یا سالوں میں پیغام ان تک پہنچ کر واپس بھی آسکے۔ ہمارے نظام شمسی سے باہر ہماری کہکشاں (Galaxy) میں جو قریب ترین نظام شمسی ہے جسکے سورج کو Proxima Centauri کہتے ہیں وہ چار نوری سال دور ہے۔ دوسرے نظام ہائے شمسی اس سے زیادہ دور ہوں گے۔ ہماری کہکشاں کوئی ایک لاکھ نوری سال لمبی چوڑی ہے A Brief History Of Time By Stephen Hawking (P39)۔

اسلئے ہماری کہکشاں کی قریب ترین کہکشاں ظاہر ہے ایک لاکھ نوری سال سے زیادہ فاصلہ پر ہوگی اور ان میں اگر کوئی زندہ مخلوق ہو اور انہیں بجلی کی رفتار سے کوئی پیغام بھجوایا جائے تو اسکے آنے جانے میں کم از کم دو لاکھ سال گذر جائیں گے اور بعض کہکشائیں تو اتنی دور ہیں کہ وہاں پیغام کے آنے جانے میں اربوں سال تک لگ جائیں گے اور اتنی عمر تو خود تو ہماری زمین کی بھی نہیں ہوگی اور اگر ہوگی بھی تو پتہ نہیں کس قسم کی مخلوق اسپر اسوقت بستی ہوگی۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم اس چیز پر بھی قادر ہیں کہ ہم انسانوں کی جگہ کوئی ان سے بہتر مخلوق لے آئیں۔ (المعارج 42-70) جب پیغام بھیجنے اور وصول کرنے والے ہی نہ رہے تو رابطہ تو قائم نہ ہو سکا۔ اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی کروں کی زندگی ہمارے اپنے کہکشاں میں ہی کہیں قریب قریب مل جائے۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ خبر امریکہ سے آئی ہے انہوں نے وہاں کسی لیبارٹری میں ایسے کامیاب تجربے کئے ہیں جن سے روشنی کی رفتار کئی گنا بڑھائی جا سکتی ہے۔ (مادہ کی رفتار روشنی سے زیادہ نہیں بڑھ سکتی لیکن الیکٹرانک سگنلز کی بڑھائی جا سکتی ہے)۔ ان کا اندازہ ہے کہ روشنی کی رفتار ۳۰۰ گنا تک بڑھائی جا سکتی ہے یعنی اگر کوئی زندگی رکھنے والا سیارہ 300 نوری سالوں کے فاصلہ پر بھی واقع ہو تو پیغام وہاں پہنچنے میں صرف ایک سال لے گا اور اتنا ہی عرصہ واپسی پر لگے گا۔ اس لئے یقین ہے کہ خدا کی زمینی اور آسمانی مخلوق کے رابطہ کی کوئی صورت جب خدا چاہے گا تو ضرور نکل آئے گی۔ کائنات کی وسعت، توازن، ترتیب، حکمت اور ڈیزائن دیکھ کر مومن کی روح وجد میں آتی اور پکار اٹھتی ہے۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِيْنِي وَ دُنْيَايَ وَ اَهْلِي وَ مَالِي ۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي ، وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِي ۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَ مِنْ خَلْفِي وَ عَنْ يَمِيْنِي وَ عَنْ شِمَالِي وَ مِنْ فَوْقِي ، وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي

(ابو داؤد کتاب الادب)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا طلب گار ہوں۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے دین و دنیا، اہل و عیال اور مال میں عفو و عافیت کا طلب گار ہوں۔ اے میرے اللہ! میری کمزوریاں ڈھانپ دے۔ اور مجھے میرے خوفوں سے امن دے۔ اے میرے اللہ! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے خود میری حفاظت فرما۔ میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے ماتحتوں کی وجہ سے کسی مخفی مصیبت کا شکار ہو جاؤں“۔

یہ پیارے رسولِ کریم حضرت محمد ﷺ کی حفاظت الٰہی کے حصول اور دنیا و آخرت میں عافیت اور ڈر و خوف سے نجات کی جامع دعا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ روزانہ صبح و شام کچھ دعائیں ضرور پڑھتے تھے۔ یہ دعا بھی ان میں سے ایک ہے۔ آپؐ فرماتے تھے ”ایمان لانے کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی بھلائی نہیں“۔

حضرت مسیح موعودؑ دعا کی اہمیت و فضلیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر تم چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو، اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 309)

آپؑ مزید فرماتے ہیں

ہم ہوئے تیرے اے قادر وتوانا
تیرے در کے ہوئے اور تجھ کو جانا
ہمیں بس ہے تیری درگاہ پہ آنا
مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفّار وہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِي اَخْزَى الْاَعَادِي

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

بقیہ: دربار خلافت......از صفحہ 2

وہ بیمار تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس علاج کے لئے آیا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ قادیان میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے علاج کروا رہا ہے۔ اس کو میرے پاس بھی بھیج دیا کرو۔ آپ فرماتے ہیں اس لڑکے کو سِل کی بیماری تھی (یعنی ٹی بی کی بیماری تھی۔) چنانچہ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتا تو اسے نصیحت کرتے رہے اور اسلام کی باتیں سمجھاتے رہے لیکن عیسائیت اس کے اندر اتنی راسخ ہو چکی تھی کہ جب آپ کی باتوں کا اثر اس کے دل پر ہونے لگا تو اس نے خیال کیا کہ میں کہیں مسلمان ہی نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ ایک رات وہ اپنی ماں کو غافل پاکر بٹالہ کی طرف بھاگ گیا۔ رات کو گھر سے، قادیان سے دوڑ گیا۔ اور بٹالہ میں جہاں عیسائیوں کا مشن تھا وہاں چلا گیا۔ جب اس کی ماں کو پتا لگا تو وہ راتوں رات بٹالہ پیدل گئی اور اسے پکڑ کر پھر قادیان واپس لے آئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ عورت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروں پر گر جاتی تھی اور کہتی تھی مجھے اپنا بیٹا پیارا نہیں مجھے اسلام پیارا ہے۔ میرا یہ اکلوتا بیٹا ہے مگر میری خواہش یہ ہے کہ یہ مسلمان ہو جائے پھر بیشک مر جائے۔ جو بیماری ہے اس سے اگر نہیں بچتا تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس عورت کی التجا قبول کر لی اور وہ لڑکا مسلمان ہو گیا اور اسلام لانے کے چند دن بعد (بیچارہ) فوت بھی ہو گیا۔

(ماخوذ از الفضل 10فروری 1959ء صفحہ 3 جلد 13/48 نمبر 35)

اس عورت کو بھی یہ پتا تھا کہ اگر دین میں واپس لانے کے لئے کوئی آخری حیلہ، انسانی وسیلہ ہو سکتا ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہی ہیں کیونکہ انہی میں اسلام کا حقیقی درد ہے اور وہی حقیقی درد کے ساتھ دوسرے کو پیغام بھی پہنچا سکتے ہیں، تبلیغ بھی کر سکتے ہیں، قائل بھی کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصلاح کے طریق کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ اب اصلاح میں بھی بعض لوگ بعض دفعہ غلط رنگ میں ایسی بات کہہ دیتے ہیں کہ لوگ بجائے اصلاح کے بگڑ جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں ”حضرت صاحب کی اصلاح کا طرز بڑا لطیف اور عجیب تھا۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اس کے پاس وسائل کی کمی تھی۔ وہ باتوں باتوں میں یہ بیان کرنے لگا کہ اس کی کمی کی وجہ سے ریلوے ٹکٹ میں اس رعایت کے ساتھ آیا ہوں اور وہ طریقہ شاید کچھ غلط طریقہ تھا۔ آپ نے ایک روپیہ اس کو دے دیا (اس زمانے میں روپے کی بڑی ویلیو تھی) اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ امید ہے جاتے ہوئے ایسا کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں پڑے گی۔“ اس کو یہ بھی سمجھا دیا کہ جو جائز چیز ہے اس کو ہمیشہ کرنا چاہئے۔

(ماخوذ از جماعت قادیان کو نصائح۔ انوار العلوم جلد 4 صفحہ 23)

(خطبہ جمعہ 30؍ اکتوبر 2015ء)

اعلان شادی خانہ آبادی

مکرم مبشر احمد عابد مربی سلسلہ اطلاع دیتے ہیں:

خاکسار کے بیٹے نوشیروان احمد واقف نو کی شادی اسماء بتول صاحبہ بنت غفور احمد صاحب کے ساتھ مورخہ 23 جولائی 2020ء کو ہوئی ہے اسی روز مکرم مسعود احمد سلمان صاحب مربی سلسلہ نے نکاح پڑھایا اور تقریب رخصتی عمل میں آئی۔ احباب جماعت سے شادی کے بابرکت ہونے اور نیک اولاد ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کی ”ملکی سالانہ زرعی نمائش“ میں تبلیغی مساعی

(ڈاکٹر فضل الرحمان بشیر)

”حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی“ ہے اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ محض اسی کی توفیق سے امسال جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو ”سالانہ زرعی میلہ“ میں تبلیغی مساعی کا موقع ملا۔

مشرقی افریقہ کا ملک تنزانیہ جو کہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے، میں ماہ اگست کا پہلا ہفتہ سرکاری سطح پر ”قومی زرعی ہفتہ“ کے طور پر منایا جاتا ہے، جس کا آخری روز ۸ اگست خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ یہ تہوار Nanenane (نانے نانے) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ [سواحیلی زبان میں لفظ ”Nane“ آٹھ کے ہندسہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس طرح دو مرتبہ ”نانے نانے“ سے مراد آٹھویں ماہ کی آٹھویں تاریخ لیا جاتا ہے]۔ اس دوران میں ملک بھر کے ۳۱ کے قریب ریجنز کے ریجنل ہیڈ کوارٹرز میں زرعی میلہ جات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان میلہ جات میں زراعت کے فروغ کے لئے قسما قسم کے آلات، ذرائع اور معلومات کا انتظام کیا جاتا ہے، جس سے استفادہ کے لئے عوام کا جم غفیر، ان میلہ جات کی رونق بڑھاتا ہے۔ اس سال کورونا کی وبا کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ میلہ جات آٹھ روز کی بجائے دس دن تک جاری رکھے گئے تا کہ لوگ محدود تعداد میں احتیاطی تدابیر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مستفید ہوسکیں۔ جامعہ احمدیہ تنزانیہ ہر سال اس موقع پر طلبہ جامعہ کو مختلف گروہوں کی صورت میں تبلیغی نقطہ نظر سے بھجوانے کا انتظام کرتا ہے۔ طلبہ جامعہ ان ایام میں صبح سے شام تک مختلف لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں، ان کو جماعت کا تعارف کرواتے ہیں، جماعتی تعارفی پرچہ جات تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں میں جماعتی کتب بھی فروخت کرتے ہیں۔

امسال مکرم امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ طاہر محمود چوہدری صاحب کی ہدایت پر اس زرعی میلہ کے احاطہ میں جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو کتب کی نمائش کے لئے ”بک سٹال“ لگانے کی توفیق بھی ملی۔ تین طلبہ کے ایک گروپ نے دس روز کے لئے ایک معلم استاد صاحب کی نگرانی میں اس بک سٹال میں خدمت کا موقع پایا۔ دس روز تک دن رات ان تین طلبہ نے وہیں عارضی خیمہ میں قیام کیا۔

جملہ طلبہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو کل ۹ گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر گروپ میں ایک نگران طالبعلم مقرر کیا گیا۔ اس تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں مجموعی طور پر سینتیس ہزار چھ سو پچاس (۳۷،۶۵۰) افراد تک جماعت احمدیہ مسلمہ کا پیغام پہنچا۔ اور ایک ملین ایک لاکھ چوبیس ہزار تنزانین شلنگز (۱،۱۲۴،۰۰۰) مالیت کی جماعتی کتب فروخت کی گئیں، الحمدللہ علی ذالک۔ بعد ازاں مکرم عابد محمود بھٹی صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تنزانیہ نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے گروپوں میں انعامات بھی تقسیم کئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں خلافت کے مطیع و فرمانبردار حقیقی خدام بنائے۔ طلبہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے علم و عرفان اور تقویٰ میں اضافہ کرے آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

18/ ستمبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:52	18:20
مدینہ منورہ	04:51	18:22
قادیان	04:53	18:30
ربوہ	04:32	18:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:14	19:10